پروگرام کے رفقاء

شرکاء کے تحقیقی پروجیکٹ:

سلبیہ احمد -تحقیقی پروجیکٹ :

ملیشیا میں اسلام اور اس کا انسانی حقوق اور دستوری تناظر:

اس پروجیکٹ کا مقصد ملیشیا میں اسلام اور اسلامی قانون کے تعلق سے جو دستوری شقیں ہیں ان کو جانچنا اور پرکھنا، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ملیشیا ایک جدید قومی ریاست ہے اور اس کا دستور تحریری ہے جہاں پر دستور ہی سب سے بالاتر قانون ہے اس لئے ان دستوری شقوں کا مطالعہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ میری اس تحقیق کا مقصد ان دستوری باب پر خاص نظر رکھنا ہے اور ان کا گہرا مطالعہ کرنا جن کا تعلق بنیادی آزادی، مذہبی آزادی، مساوات کی آزادی اور تعلیم کی آزادی سے ہے اور یہ سارے کے سارے مسائل بڑے ہی پیچیدہ ہیں۔

میرے لئے سب سے بڑا سوال ہے جس کا میں گہرائی سے مطالعہ کروں گی یہ دیکھنا ہے کہ کیا اسلام کو امتیاز حاصل ہے جہاں وہ یہ دعوی کر سکے کہ شہری قانون اور دستور اسلامی قانون کا ایک اہم حصہ ہے۔

ملیشیا کی بسیار تہذیبی معاشرہ میں اس طرح کے نظریہ قائم کرنے سے کئی قانونی مشکلیں کھڑی ہوسکتی ہیں، ہم یہاں سے کہاں جائیں گے، اس حالت میں کشمکش اور تنازع کو حل کرنے کے لئے کیا طریقہ کار کو اپنانا چاہئے، ان ساری باتوں کے مدنظر اس پروجیکٹ کا مقصد ہے بنیادی آزادی کے نفاذ کے لئے شہری اعلی عدالتوں کا جو کردار ہوسکتا ہے اس کو جانچنا پرکھنا۔

سلبیہ احمد - انٹرویو

آپ کو اس خاص موضوع پر تحقیق کرنے کی ترغیب کہاں سے ملی؟

ملیشیا میں ایک طرف تو اسلامی قانون کا نظام اور شرعی عدالت سے اور دوسری طرف شہری قانون اور شہری

عدالتیں ہیں۔

۸۰ء کی شروعات میں حکومت نے وہاں کے قانون کو اسلامی شکل دینے کی ایک مہم شروع کی جس کے تحت یہ کوشش کی گئی کہ مسلمانوں کے لئے ایک عملی قانون بنایا جائے اور شرعی عدالتوں کو اور اختیارات دیئے جائیں، اسی مہم کے تحت ۱۹۸۸ء وہاں کے دستور میں بھی تبدیلی کی گئی اور بعد میں مذہبی آزادی، عقیدہ کی تبدیلی کو لے کر بہت سارے مسائل کھڑے ہوگئے اور صاف طور پر بنیادی آزادی اور عائلی قوانین کے درمیان ایک تکرار کی شکل پیدا ہوگئی۔ ان سارے مسائل نے اس بات کو ثابت کردیا کہ اسلامی قانون اور فیملی قانون کے درمیان جو حد بندی کیگئی اس کے زیر اثر سیاسی اور قانونی طور پر اور بہت سارے مسائل کھڑے ہوگئے ہیں، ۱۹۸۸ء کے دستور میں جو تبدیلیاں کی گئیں انکی تشریح کرنے میں اوران کو سمجھنے میں ملیشیا کی شہری عدالتوں کو کافی پیچیدگیاں پیش آرہی ہیں اور بہت سارے قاضیوں کے مطابق اس تبدیلی کا اثر یہ ہوا ہے کہ شہری عدالتوں کو اسلامی قانون سے متعلق مسائل کو حل کرنے کے اختیارات سے محروم کردیا گیا ہے، ان ساری چیزوں نے اور مشکلیں پیدا کردیں جب شہری عدالتوں کو بنیادی آزادی کے مسائل حل کرنے کی باری آئی یا ان کو بہت سارے اس طرح کے معاملات پر فیصلہ دینا پڑا، جب کہ شہری عدالتوں کو ان معاملات کی سماعت کے اختیارات تھے لیکن قاضیوں کو مذہبی آزادی یا انحراف عقیدہ جیسے معاملات میں اپنا فیصلہ دینے میں کافی تامل اور تذبذب ہوتا تھا کیونکہ مذہبی آزادی سے ان کا سیدھا سیدھا ٹکراؤ تھا، چونکہ عدلیہ کسی بھی جمہوریت کا ایک اہم ادارہ ہے جس کا بنیادی آزادی تعین کرنا کام ہے اس حالت میں قاضیوں کے اس تامل نے الگ سے ایک مشکل پیدا کردی ہے اور بہت سارے لوگوں کا خیال ہے کہ اس مسئلہ کو صرف سیاست ہی حل کرسکتا ہے، کیونکہ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے، میرا خیال ہے کہ عدالت نے اس دستور کے فرائض کو سمجھا ہے اور عدالت اور موجودہ قوانین دونوں ہی اس تعطل کو بخوبی حل کرسکتے ہیں۔

قاضیوں اور وکلاء کو اسلامی اور شہری قوانین کے بارے میں از سر نو واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانی حقوق اس مسئلہ میں کافی مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ستمبر ۱۹۹۸ء کے بعد (جب ملیشیا کے نائب وزیر اعظم انور ابراہیم کو ان کے عہدہ سے معزول کردیا گیا تھا جس کی وجہ سے سڑکوں پر زبردست مظاہرے ہوئے تھے) اور ملیشیا کے مسلمانوں کی سیاست میں خاصی حد تک تبدیلی آئی تھی) اور ۱۹۹۹ء کے عام انتخابات کے بعد) (جس میں اسلامی پارٹی ایک ریاست میں جیت حاصل کی تھی اور ایک ریاست میں اپنی حکومت بچالی تھی) ملیشیا میں اسلام اور اسلامی قوانین اور اسلامی ریاست کا تصور ایک بہت بڑا سیاسی

مسئلہ بن کر ابھرے ہیں، میرا خیال ہے کہ سب سے مناسب وقت ہے ان اس طرح کے مسائل پر بحث شروع کی جائے اور اس سلسلہ میں ایک نیا لائحہ عمل طے کیا جائے۔

اس پروجیکٹ کے سلسلہ میں کس طرح کی تحقیق کا ارادہ ہے؟

ان مسائل کی بنا پر میں ایک سورس بک تیار کرنے کا ارادہ کر رہی ہوں اور ہمارے دستور میں قوانین اور شہری عدالتوں کو لے کر جو شقیں ہیں ان میں کچھ نئے عنصر شامل کرنے کی بات اٹھاؤں گی اور بنیادی آزادی میری اس پوری تحقیق کا خاص موضوع ہوگا، اس روشنی میں میں دوسرے نظام کا بھی مطالعہ کروں گا اور فقہ اور قانون کے تناظر میں ہوگا اور اس میں PIL بھی شامل ہوگا۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میری تحقیق کی نوعیت قانونی زیادہ ہے بجائے سیاسی اور سماجیاتی کے لیکن میری یہ بھی کوشش ہوگی کہ بہت سارے ایک دوسرے سے منسلک مسائل کا بھی مطالعہ کروں اور میری تحقیق کی نوعیت ایک طرح بین المضامین ہوگی، میں اپنے سورس بک میں انسانی حقوق سے منسلک جو تنظیمیں ہیں اس کے بارے میں بھی ذکر کروں گا او راس پر میرا خاص دھیان رہوگا۔

آپ کی اس تحقیق کے دوران سب سے بڑی مشکل کیا ہوسکتی ہے؟

میرے خیال سے میرے لئے فیلڈ ورک میں کوئی بڑا چیلنج نہیں ہوگا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جو میں سورس بک تیار کروں گی اس میں کچھ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے اور کچھ لوگ اس کی پرزور مزاحمت کریں گے، میں ایک وکیل اور انسانی حقوق کی کارکن ہونے کی حیثیت سے سمجھ سکتی ہوں لوگ میرے اس نظریہ کی کس طرح مزاحمت کریں گے، بہت سارے ایسے مسلمان ہوں گے جو اس نظریہ کو ایک سرے سے اسلام مخالف کہہ کر تردید کریں گے اور اس کی مخالفت کی وجہ صرف یہ ہوگی کہ میں نے انسانی حقوق کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے، میں نے مسلمانوں کے ساتھ کام کیا ہے لیکن اس کا نظریہ اور زاویہ دونوں ہی مذہبی تھا یعنی میں نے صرف اسلامی شریعت کو اپنا خاص موضوع بنایا تھا، لیکن یہ کام کرنے کے بعد میں نے مانا کہ یہ اسلامی نظریہ کافی حد تک امتیاز پسند ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اسکی اہمیت سے انکار کر رہی ہوں، میرا ماننا ہے کہ دوسرے عقائد کے لوگوں کو بھی اس میں شامل کرنا چاہئے اور ملیشیا اور سنگاپور جیسی جگہ کا ذکر ضروری ہوجاتا ہے جو ایک بسیار تہذیبی معاشرہ ہے۔

میرا یہ پروجیکٹ صرف ایک خاص عقیدہ کے لوگوں کے لئے نہیں ہے، اور میری کوشش یہ ہے کہ میں ایک ایسا نظریہ تشکیل دوں جس میں انسانی حقوق اور اسلامی قوانین کو شامل کیا جائے اور اس میں ایک انصاف کا پہلو اجاگر کیا جائے اس کے ساتھ میں اس پروجیکٹ کے ذریعہ میں ان بہت سارے دعوے اور متضاد خیالات ہیں ان کو بھی سمجھنا چاہتا ہوں اور ان پیچیدگیوں کو دور کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے اپنی تحقیق کا پورا خاکہ کیسے تیار کیا ہے؟

میں ملیشیا میں ۱۹۸۵ء سے ہی خواتین کی تنظیم کے ساتھ منسلک رہی ہوں اور ۱۹۹۲ء سے میں نے ان مسائل پر بہت سارے کام کئے ہیں جن کا تعلق سے ہمہ وقت خواتین اور اسلام سے ہے اور ساتھ ساتھ مقامی اور عالمی سطح پر انسانی حقوق کے بہت سارے مسائل سے جڑی رہی ہوں ، میں نے قانونی اصلاح ،قانونی خواندگی ،انسانی حقوق کی تعلیم کے لئے بہت جدوجہد کی ہے اور میں نے انسانی حقوق کی تنظیم کے لئے بہت سارے قوانین مرتب کئے ہیں جن کی نوعیت تو بہت سطحی ہے لیکن میں سوچتی ہوں ان تحریکوں نے ہماری تحقیق کی سمت طے کرنے میں کافی مدد کی ہے۔

اسی لئے عدالتی نظام اور وکیلوں پر میری خصوصی نظر سے اور انہیں کو میں نے اپنا موضوع بنایا ہے۔

آپ انسانی حقوق کے میدان میں مستقبل میں کیا کریں گی؟

میرا ارادہ ہے کہ میں مستقبل میں کچھ تدریسی پروگرام کی شروعات کروں گا اور میرا سارا زور خواتین کے حقو پر ہوگا اور اس سلسلہ میں علمیات کے ان پہلو کو دیکھوں گی جس میں اسلامی قانون کے وسائل کا اچھا خاص دخل ہے۔

آپ کے مطابق آپ کی اس تحقیق کا خاص نتیجہ کیا برآمد ہوگا؟

مجھے لگتا ہے کہ سب سے اچھا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ جو ہماری عدالتوں میں اسلامی قانون کے بارے میں ایک غلط تصور یہ ہے کہ اس میں کافی غیر عدل پذیری ہے اس کا خاتمہ ہوگا، اس کے ساتھ ساتھ ملیشیا میں عام لوگوں کے درمیان جو خدشات اور شبہات ہیں ان کو دور کرے گا اور لوگ ہمارے قانونی نظام کو مستقبل میں چیلنج کرسکیں گے۔

آپ کے اس نظریاتی ماڈل اور فیلڈ ورک کا نفاذ کیسے کیا جاسکتا ہے اور دوسرے معاشرہ میں

اسے کیسے پہنچایا جاسکتا ہے؟

اس سلسلہ میں دوسرے مدارس اور قانونی اداروں میں لیکچر دوں گا اور کچھ خاص طرز کا ٹریننگ ماڈلس ایجاد کروں گا،اوراس میں ان لوگوں کا تعاون لوں گا جوانسانی حقوق کی مہم سے منسلک ہیں۔